Fikr-o-Nasar (Islamabad) 13:9 (1976)

انجیل برناباس اور پیغمبر خاتمؐ

بشیر محمود

برناباس کی انجیل کا انگریزی متن قرآن کونسل آف پاکستان کراچی نے گزشتہ سال شائع کر دیا ہے۔ اس طرح یہ نایاب انجیل ایک بار پھر دستیاب ہے۔ اور علمی و مذہبی حلقوں میں بجا طور پر غور و فکر کی مستحق ہے۔

جناب برناباس حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ایک ممتاز حواری تھے۔ ان کے سچے پیرو کار اور ان کی صحبت کے فیض یافتہ تھے۔ ان کی مجالس میں رہ کر برناباس نے جو کچھ دیکھا اور سُنا ان کی وصیّت کے مطابق کتاب کی صورت میں مرتب کر دیا۔ حضرت عیسےٰؑ نے ان سے آخری ملاقات میں فرمایا تھا :-

"دیکھو برناباس! اس دنیا میں میرے قیام کے دوران جو جو واقعات رونما ہوئے ہیں۔ انہیں ضرور کتاب کی صورت میں درج کرنا اور یہ سب تفصیلات اس انداز میں لکھنا کہ یہودا پر جو بیتی ہے (وہ لوگوں کو معلوم ہو جائے) اور ایمان دار لوگ حقیقتِ حال سے آگاہ ہو جائیں اور ہر شخص کو سچائی کا یقین ہو جائے!"

چنانچہ برناباس نے سب واقعات اور حضرت عیسےٰؑ کے فرمودات و مواعظ بڑی تفصیل سے قلم بند کر دیئے اور اس طرح انجیل برناباس معرضِ تحریر میں آگئی۔

یہ انجیل صدیوں تک عیسائی دنیا میں شریعت کی ایک اہم دستاویز تصوّر کی جاتی رہی۔ اسے کم از کم ۳۲۵ء تک عام قبولیت و احترام کی فضیلت حاصل رہی اور اس پر کسی کو اعتراض اور تنقید کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی بلکہ اسے مصر اور شام وغیرہ کے کلیساؤں میں درس و تدریس کے لئے استعمال کیا جاتا رہا۔

عبرانی زبان کی یہ انجیل ۳۲۵ء میں دوسری بے شمار اناجیل کے ساتھ متروک قرار دی گئی اور اس کا پڑھنا یا اپنے پاس رکھنا ممنوع ٹھہرایا گیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ۳۲۵ء میں روم کے شاہ قسطنطین نے عیسائی عالموں کا ایک عظیم اجلاس بمقام نیسے طلب کیا (نیسے، نالیسیا یا نیقیہ NICAEA

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

ترکی کا ایک شہر، اس کا موجودہ نام ازنیق (ISNIK) ہے اس مجلس کے انعقاد کا اصل مقصد یہ تھا کہ عیسائیت کے عقائد و احکام مدون کئے جائیں اور اناجیل کے بہت سارے نسخوں میں سے معتبر و مسلم کا انتخاب کیا جائے۔ اس مجلس میں شرکت کے لئے کم از کم ۳۱۸ پادری آئے ہوئے تھے۔ صدارت کے فرائض خود شاہ قسطنطین نے سرانجام دیئے۔ یہ مجلس ۲۰ مئی سے ۲۵ جولائی تک جاری رہی اور اس کی کئی طول طویل نشستیں ہوئیں۔ اس کے اختتام پر بادشاہ کی منظوری سے ایک فرمان جاری کیا گیا جس میں یہ الفاظ بھی شامل تھے کہ ہم ایک خدا قادرِ مطلق باپ پر ایمان رکھتے ہیں جو تمام مرئی اور غیر مرئی اشیاء کا خالق ہے اور ایک خداوند یسوع مسیح پر یقین رکھتے ہیں، جو خدا کا بیٹا ہے، مصنوع نہیں بلکہ مولود ہے۔ اس کا اور باپ کا جوہر ایک ہی ہے[۲]

مشہور مصنف وِل ڈیوراں ہمیں بتاتا ہے کہ اس فارمولے پر سوائے پانچ کے سبھی پادریوں نے دستخط ثبت کر دیئے۔ بعد ازاں موقع کی نزاکت دیکھ کر تین اور پادریوں نے دستخط کر دیئے۔ آریوس پادری اور اس کا ایک ساتھی اپنے عقائد پر ڈٹے رہے اور انہوں نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا کونسل نے ان دو کی تکفیر کا فتویٰ صادر کر دیا اور بادشاہ نے انہیں جلا وطن کر دیا[۳] چنانچہ اس طرح اس مجلس میں ایک تو پہلی بار سرکاری طور پر تثلیث کا عقیدہ تسلیم کر لیا گیا۔ اور دوسرے صرف اناجیلِ اربعہ انتخاب کا شرف حاصل کر سکیں، باقی متروک و مردود ٹھہریں۔

یہ پہلا دن تھا کہ مسئلہ تثلیث دین عیسوی کا مسلمہ عقیدہ ہو گیا۔ اب غیر یہود یعنی رومیوں، یونانیوں اور مصریوں کے توہمات اور رسومات دین عیسوی کے شریکِ غالب ہو گئے۔ یہاں تک کہ سو برس کے بعد حضرت مریمؑ کی پرستش بھی بحیثیت خدا کی ماں کے جزو دین ہو گئی۔ اگرچہ قسطنطنیہ کے بطریق نسطور نے ۴۲۷ء میں اسی نئی بدعت کی سخت مخالفت کی لیکن اب خبائل عنصر اس قدر غالب تھا کہ نسطور اور اس کے متبعین بھی دین سے خارج کر دیئے گئے[۴]

القصہ چار انجیلوں کے انتخاب کے معاملہ میں کوئی دینی یا علمی معیار مقرر نہیں کیا گیا تھا۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ انجیل برناباس اور اسی قسم کی دیگر اناجیل حسب مروجہ عقائد کے خلاف سمجھی گئیں تو انہیں غیر معتبر اور خطرناک قرار دے دیا گیا۔ چنانچہ انجیل برناباس اور دوسری عبرانی اناجیل کو نیسے کی کونسل کے بعد حکماً تلف کرنے کو کہا گیا اور ایسی اناجیل کو اپنے پاس رکھنا بھی واجب القتل جرم بتایا گیا۔[۵]

۳۸۲ء میں پوپ نے انجیل مذکورہ کا ایک نسخہ حاصل کرکے اپنے ذاتی کتب خانے میں محفوظ کر لیا۔
کون جانتا تھا کہ یہی نسخہ جسے پوپ نے ضبط کرکے یہ سمجھ لیا تھا کہ اسے دنیا سے معدوم کر دیا گیا ہے باز یافت کے بعد اپنی موجودگی کا بآواز بلند اعلان کرے گا۔ بہرحال صدیاں گزر گئیں اور اس کا ذکر مذکور بھی مناسب نہیں تصور کیا گیا، حتےٰ کہ سولہویں صدی کے اختتام کا زمانہ آپہنچا اس وقت کا پوپ سکسٹس تھا جس کے زمانہ اقتدار (۱۵۸۵ء ـ ۱۵۹۰) میں اس انجیل کا اصل نسخہ اس کے کتب خانے سے دریافت ہوا۔

جارج سیل نے اپنے انگریزی ترجمۂ قرآن کریم کے دیباچے میں لکھا ہے کہ اصل نسخہ ایک عیسائی راہب فرامرنیو نے دریافت کیا۔ اس کا قصّہ یوں ہے کہ فرامرنیو نے کچھ عرصہ قبل آرنیوس پادری (۱۳۰ء ـ ۲۰۰ء) کی کچھ تحریریں پڑھی تھیں جن میں سینٹ پال کے خلاف خیالات کا اظہار کیا گیا تھا اور برناباس کی انجیل کے حوالے دیئے گئے تھے۔ چنانچہ اس بنا پر مرنیو اس انجیل کے مطالعے کا بڑا خواہشمند تھا۔ کرنا خدا کا ایسا ہوا کہ اسے پوپ سکسٹس پنجم کے تقرب کا اعزاز حاصل ہو گیا۔ ایک روز وہ پوپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ وہ دونوں کتب خانے میں تھے کہ پوپ کو نیند آگئی اور وہ سونے کے لئے چلا گیا۔ مرنیو نے مطالعے کے لئے کتاب کا انتخاب کرنا چاہا۔ اتفاق کی بات ہے کہ پہلی ہی کتاب جو اس کے ہاتھ لگی یہی انجیل تھی جس کا وہ ایک مدّت سے متلاشی تھا۔ اسے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا اور اسے ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھتے ہوئے اپنی آستین میں چھپا کر وہاں سے لے گیا۔ پڑھنے کے بعد اس کے مندرجات سے متاثر ہو کر وہ مشرف بہ اسلام ہو گیا۔
مرنیو اطالوی تھا مگر عبرانی زبان بھی جانتا تھا۔ اسی لئے وہ بآسانی اپنی مطلوبہ کتاب پہچان گیا۔ پھر اس کا ترجمہ اپنی مادری زبان اطالوی میں کر دیا۔ مگر یہ اطالوی ترجمہ بھی ایک مدت تک دنیا کی نظروں سے مخفی رہا۔

بلکہ جب تک یہ اطالوی ترجمہ دریافت نہیں ہوا تھا، اس وقت تک یہ انجیل دنیا کی نظروں سے اوجھل ہی رہی۔ لیکن اطالوی ترجمے کے ساتھ ہی گویا یہ انجیل اہلِ کلیسا کی دستبرد سے نکل گئی اور اس کا منظر عام پر آنا ممکن ہو گیا۔ یہ اطالوی ترجمہ ۱۷۰۹ء میں دریافت ہوا جس نے دنیا بھر میں تہلکہ مچا دیا۔ اس دریافت کا حال انجیل برناباس کے عربی مترجم ڈاکٹر خلیل سعادت (مصری مسیحی عالم) کی زبانی سنیئے:

"ان لوگوں میں سے جن کا نشان تاریخ نے نہیں مٹایا، سب سے پہلے اس انجیل کا الیطالی زبان کا نسخہ شاہ پروشیا (جرمنی) کے مشیر مسمی کریمر نے پایا تھا۔ جس وقت یہ نسخہ اس کو ملا ہے، اس وقت

وہ ایمسٹرڈام (ہالینڈ) میں مقیم تھا۔ چنانچہ اس نے ۱۷۰۹ء میں اس کتاب کو شہر مذکور کے ایک مشہور اور معزز آدمی کے کتب خانے سے حاصل کیا۔ کریمر نے کتاب کے اصلی مالک کی تعریف صرف انہی مذکورہ بالا گول مول الفاظ میں کی ہے مگر اثنائے کلام میں اس کی نسبت اتنا اور کہہ گیا ہے کہ وہ معزز شخص اس کتاب کو نہایت قیمتی چیز خیال کرتا تھا۔ بہرحال کریمر طولند نے یہ کتاب وہاں سے اڑالی اور اس کے چار سال بعد پرنس ایوجین سافوئی کو نذر کے طور پر دے دی۔ پرنس مذکور بڑا جنگ جو اور مشہور دلیر تھا۔ اس کو آئے دن جنگ و جدل ہی سے سروکار رہتا تھا۔ لیکن باوجود ایسی جنگ جوئی اور سیاسی مشاغل میں گہری مصروفیت کے اس کو علوم اور تاریخی یادگاروں کا بے حد شوق تھا۔ ۱۷۳۸ء میں انجیل برنباس کا یہ نسخہ پرنس اوجین سافوئی کے تمام کتب خانے کے ساتھ ویانا کے شاہی دربار میں منتقل ہوگیا اور اب تک وہ اسی کتب خانے میں موجود ہے۔[9] اس بیان سے معلوم ہوا کہ کریمر نے یہ قیمتی نسخہ ۱۷۰۹ء میں حاصل کیا اور ۱۷۱۳ء کے لگ بھگ شہزادے کو پیش کیا۔ پھر ربع صدی تک اسی کی تحویل میں رہا، بعد ازاں امپیریل لائبریری ویانا میں پہنچ گیا جہاں آج تک محفوظ ہے۔

اسی زمانے میں اس انجیل کے ایک ہسپانوی ترجمے کا بھی سراغ ملتا ہے۔ بقول جارج سیل اس کا ہسپانوی مسودہ بڑا خوش خط لکھا ہوا تھا۔ لیکن اس کا آخری حصہ قدرے خراب ہوچکا تھا۔ اس کے چار سو بیس صفحات تھے اور دو سو بائیس ابواب جن کی طوالت غیر مساوی تھی یعنی کچھ بہت چھوٹے اور کچھ بہت بڑے پھر اس کے سرورق پر یہ بات درج تھی کہ یہ ترجمہ اطالوی سے کیا گیا ہے اور اس کا مترجم کوئی اروغانی مسلمان مصطفیٰ العرندی تھا

اس سلسلے میں ڈاکٹر سعادت خلیل کی یہ تصریحات بھی قابل ملاحظہ ہیں کہ یہ نسخہ شہر ہلم (ہمپشائر) کے ڈاکٹر ہلم سے مشہور مستشرق سیل نے اڑایا اور سیل کے بعد یہ کتاب ڈاکٹر منک ہوس کو ملی جو یونیورسٹی آکسفورڈ کے کوئنس کالج کا ایک ممبر تھا، اور اس نے اس کا ترجمہ ایک انگریزی زبان میں کر ڈالا اور بعد ازاں اس نے ۱۷۸۴ء میں یہ ترجمہ مع اصل ہسپانوی کتاب کے ڈاکٹر ہیوٹ نامی ایک مشہور پروفیسر کی نذر کردیا۔ ڈاکٹر ہیوٹ نے اپنے ایک درس میں جو وہ طلبہ کے لئے خاص طور پر تیار کیا کرتا تھا اس نسخے کا ذکر کیا اس کی کچھ عبارتوں کے ٹکڑے بھی ان کو بطور استشہاد کے سنائے۔ ترجمے کے ساتھ ملایا اور دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہسپانوی زبان کا اسی اطالوی زبان کے نسخے کے تحت لفظی ترجمہ ہے ـــــــ بعد ازاں اس کی کوئی خبر نہیں ملتی اور نہ کچھ نشان ہاتھ آتا ہے۔[11]

انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے کہ ہسپانوی نسخہ کسی زمانے میں موجود تو تھا مگر اب ناپید ہو چکا ہے۔[۱۲]

انجیل برناباس کا انگریزی ترجمہ ۱۹۰۷ء میں کلیرنڈن پریس آکسفورڈ سے اطالوی متن کے ساتھ شائع ہوا۔ ظاہر ہے یہ ترجمہ ویانا کے اطالوی مسودے ہی سے کیا گیا تھا۔[۱۳]

تدوین اور ترجمے کا کام لانس ڈیل اور لورا ریگ نے مل کر کیا تھا۔ بقول ڈاکٹر عابد احمد علی، ایک صفحے پر اطالوی ترجمہ ہے اور اس کے مقابلے کے صفحے پر انگریزی ترجمہ ہے ـــــ اس کے ۷۶ صفحات تو تعارف کے ہیں اور ۴۸۹ صفحات دونوں متن اطالوی اور انگریزی کے ہیں، بعد ازاں اشاریہ بھی ہے[۱۴]

یہ انگریزی ترجمہ بھی پُراسرار طور پر غائب کر دیا گیا۔ چنانچہ اب دنیا میں اس کے صرف چند گنتی کے نسخوں کی موجودگی کا علم ہو سکا ہے۔ لیفٹیننٹ کرنل ایم اے رحیم نے "انجیل برناباس" کے ضمیمہ نمبر ۳ میں لکھا ہے کہ اس ترجمے کے صرف دو نسخوں کا علم ہو سکا ہے۔ ان میں سے ایک برٹش میوزیم میں ہے اور دوسرا کانگرس لائبریری واشنگٹن میں۔[۱۵] اس کا ایک اور نسخہ بیت القرآن لاہور کے ڈائریکٹر مرحوم ڈاکٹر عابد احمد علی کے کتب خانے میں بھی تھا۔

انگریزی ترجمے ہی سے اس انجیل کا عربی ترجمہ مصر کے ایک مسیحی عالم ڈاکٹر خلیل بک سعادت نے کیا تھا اور علامہ رشید رضا نے اسے اپنے مبسوط مقدمے کے ساتھ مصر سے شائع کر دیا تھا۔ اسی عربی ترجمے سے مولوی محمد سلیم انصاری نے اردو ترجمہ تیار کیا جو ۱۹۱۶ء میں لاہور سے شائع ہوا۔ یہ ترجمہ بالعموم لفظی ہے اور شگفتہ اور مؤثر تو ہے نہیں، بعض مقامات پر تو مفہوم بھی غیر واضح رہ جاتا ہے۔ قرآن کونسل آف پاکستان نے اس انجیل کی اشاعت کے لئے کانگرس لائبریری واشنگٹن سے اس کے مائکروفلم حاصل کئے اور اس کا انگریزی متن ۱۹۷۳ء کے آغاز میں طبع کر دیا۔ یہ نسخہ باریک ٹائپ کے ڈھائی سو صفحات پر مشتمل تھا۔ کاغذ نہایت معمولی تھا، اس وقت صرف یہ مقصد پیش نظر تھا کہ متن کسی طرح محفوظ ہو جائے۔ اس کا دوسرا اعلیٰ اڈیشن اگست ۱۹۷۳ء میں زیورِ طبع سے آراستہ ہوا۔ اس انجیل کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حضرت عیسےٰؑ کی بڑی واضح اور کھلی کھلی بشارتیں درج ہیں جو انہوں نے پیغمبر آخر الزمان حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں دی تھیں۔ چوبیس پچیس مقامات پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم گرامی آیا ہے ـــــ لیفٹیننٹ کرنل ایم اے رحیم کی اطلاع کے مطابق اس انجیل کے مطالعے سے متاثر ہو کر امریکہ میں کئی عیسائی خاندان مسلمان ہو چکے ہیں۔[۱۶]

حوالہ جات

1. "The Gospel of Barnabas" —221:1-6 (The Quran Council of Pakistan, Karachi, Aug. 73)

2. "The Story of Civilization", Part III Caesar and Christ: Will Durant, P. 660 (We believe in one God the Father Almighty, the maker of all things visible or invisible; and in one Lord Jesus Christ, the Son of God, begotten, not made, being of one essence (homoousin) with the Father.

3. "The Story of Civilization," Part III, p. 660

4 - تاریخِ صحفِ سماوی : سید نواب علی (مکتبۂ افکار کراچی، طبع چہارم، ص ۱۱۰)

5. "The Gospel of Barnabas", Appendix III, P. 284

6 "The Gospel of Barnabas", Appendix III, P. 284

7. "The Koran", Translation by George Sale, Introduction (To the Reader), Frederick Warne and Co., London and New York, 1890.

8. "The Gospel of Barnabas", First Impression, early 1973, Prir.t:d from, Microfilms, Quran Council of Pakistan, Foreward by Lt. Col. M.A. Rahim (first page)

9. - "انجیل برنا باس" : اردو ترجمہ از مولوی محمد حلیم انصاری، مطبوعہ ۱۹۱۶ء لاہور (دیباچہ مترجم عربی ڈاکٹر سعادت خلیل ص ۲ - ۳) -

10. "The Koran", Translation by George Sale, Introduction (To the Reader). His words are as follows: The book is a moderate quarto, in Spanish, written in a very legible hand, but a little damaged towards the latter end. It contains two hundred and twenty two chapters of uneqnal length, and four hundred and twenty pages; and is said, in the front, to be translated from the Italian, by an Arragonian Moslem, named Mostafa de Aranda.

11- "انجیل برنا باس" : دیباچہ مترجم عربی ڈاکٹر سعادت خلیل، ص ۳ - ۵ -

12. Encyclopaedia of Religion and Ethics, Vol. VI, P. 351 (Fourth Impression 1959).

13 - اُس کے پہلے صفحے پر یہ الفاظ درج کئے گئے تھے :

Edited and translated from the Italian Ms. in the Imperial Library at Vienna.

14- ڈاکٹر عابد احمد علی : مکتوب بنام بشیر محمود - ۱۲ / اگست ۱۹۷۳ء

15. "The Gospel of Barnabas", Aug. 73, Appendix III, P. 285

16. - لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) ایم اے رحیم : مکتوب بنام بشیر محمود، ۲ / دسمبر ۱۹۷۳ء -